زندہ و جاوید تاریخ

محمد افضل خورشید جامعہ سلفیہ

22 دسمبر کی صبح ساڑھے پانچ بجے دین وملت کا ایک شاہ بلوط اس دارفانی سے ٹوٹ کر اس عالم فنا میں غائب ہوگیا۔ جہاں سے پلٹنا ناممکن ہے۔قحط الرجال کے اس سلگتے صحرا میں مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی مسلک اہلحدیث کیلئے بالخصوص اور ملت اسلامیہ کیلئے بالعموم عظیم صدمہ سے کم نہ تھی۔

مولانا موصوف کی پہلی نماز جنازہ شہر لاہور میں ادا کی گئی اور پھر نماز عشاء کے بعد ان کے آبائی گاؤں ڈھیسیاں میں آہوں سسکیوں اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ سینکڑوں علماء شیوخ الحدیث، مفسرین، محققین، مناظر مفتیان کرام اور طلباء دین نے انا بفراقک لمحزون ولا نقول الا بما یرضیٰ ربنا کے تحت رنج وغم کے جذبات کے ساتھ الوداع کیا۔

بلاشبہ بھٹی صاحب جیسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں، سوانح نگاری تالیف و تصنیف انکا پسندیدہ میدان تھا جس کی بدولت انہوں نے سینکڑوں علماء، محدثین، قائدین، خدام القرآن کی حیات کو ایسے پیرائے میں تحریر کیا ہے کہ قاری کو احساس ہونے لگتا ہے کہ شاید وہ آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہا ہے ان کی یہ خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

راقم نے مولانا کی پہلی زیارت استاذی المکرم الشیخ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب کے گاؤں میر پور شاہ کوٹ میں کی۔ یزدانی صاحب کا شمار ہماری مادر علمی کے ماہر استاذ اور مسلک اہلحدیث کے بہترین ترجمان کے حاملین میں ہوتا ہے آپ تالیف وتصنیف اور حقانیت

مسلک اہلحدیث کی ترویج واشاعت کیلئے ہمیشہ صف اول میں نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

راقم کو یزدانی صاحب سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ چنانچہ ایک بار 2014ء میں انہوں نے حدیث ابوداؤد شریف کے چند اسباق اپنے گاؤں میں پڑھانے کیلئے اپنی کلاس کے تمام تلامذہ کو اپنی مسجد میں مدعو کیا آپ کے بڑے پن اور مہمان نوازی جیسے وصف سے آگاہی ہوئی۔

دو دن کے اس دورہ حدیث کے دوران انہوں نے اپنے تلامذہ کے ساتھ چند ایک مقتدر شخصیات کی ملاقات کا اہتمام بھی فرمایا' کیونکہ یزدانی صاحب مسلک کی اکثر لکھاری شخصیات سے رابطے میں رہتے ہیں اور ان کی قدر فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہاں تشریف لانے والوں میں مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب مولانا محمد سلیم اعظم بلوچ صاحب اور مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب تھے۔ وہاں چند لمحات مؤرخ اہل حدیث کے ہمراہ گزارنے کا موقع میسر آیا۔ چنانچہ اس علمی مجلس میں موصوف کے جن اوصاف حمیدہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ان کو سپرد قلم کرتا ہوں۔

1) موصوف ایک نہایت وضع دار اور انتہائی عاجزی وانکساری رکھنے والے تھے معلوم ہوتا آپ افشوا السلام و صلوا الارحام' و صلوابالليل والناس و نيام اور يحب الرفق فى الامر كله کی عملی تصویر تھے۔

2) آپ اہل علم اور طلباء علم کی دل سے قدر کرتے تھے جو کہ محدثین کا وطیرہ رہی ہے۔

3) آپ کی مجلس میں بیٹھ کر معلوم ہوا کہ آپ بہت پایہ کے نقاد ہیں اور بڑے جچے تلے الفاظ میں اداروں اور کتب وعلماء پر ان کی غلطیوں پر تنقیدی نظر کرتے ہیں کیونکہ ایک بہترین مؤرخ کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ ہر حقیقت کو ذکر کر دے۔

4) آپ ایک بہترین راہنما بھی تھے۔ آپ کے متعلق اکثر سن رکھا تھا کہ آپ ہر مجلس میں طلباء کو کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور کرتے ہیں وہاں ہم نے براہ راست ان سے

استفادہ کیا آپ نے طلباء کو دوران تعلیم چند ایک چیزوں سے پرہیز کرنے کی نصیحتیں فرمائی۔ جن میں ایک یہ تھی کہ دوران تعلیم کسی بھی تنظیمی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کے لیے میدان صاف ہے آپ جس بھی مذہبی یا سیاسی تنظیم کے ساتھ منسلک ہونا چاہیں آپ وہ راہ اپنائیں۔ یہ ان کی اپنی زندگی کا ایک مشاہدہ تھا جو انہوں نے طلباء سے شیئر کیا۔

5) اور اسی طرح انہوں نے مطالعہ کرنے کی ترغیب دی خصوصاً ادب کی کتب ابوالکلام آزاد اور ڈپٹی نذیر احمد کی کتب پڑھنے اور مضمون نگاری کی طرف رغبت دلائی۔

یہ وہ لمحات ہیں جن پر آج ہم فخر کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ راقم کو دوسری دفعہ زیارت کا موقع علوم اسلامیہ کی عظیم دانش گاہ جامعہ سلفیہ میں ملا جب موصوف کی خدمات پر خراج تحسین پیش کرنے کیلئے ان کو ادارہ کی جانب سے اعزازی شیلڈ اور مبلغ ایک لاکھ روپے ہدیہ دیا گیا...... اس موقع پر بھی شیخ الحدیث، حافظ عبدالعزیز علوی صاحب، ممتاز دانش ور پروفیسر محمد یٰسین ظفر صاحب، استاذ العلماء حافظ محمد شریف صاحب اور بقیۃ السلف حافظ مسعود عالم صاحب نے ان کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے لیے تعریفی کلمات فرمائے تھے چنانچہ بھٹی صاحبؒ نے اپنی گفتگو کے دوران جامعہ سلفیہ کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے علماء کا مقام اور عصر حاضر کے تقاضوں کا ذکر کیا۔

بلاشبہ مولانا نے اس مشکل اور کٹھن دور میں بھی ایک جھونپڑی کو مسکن بنا کر وہ کام کر دکھایا جو کئی تحاریک مل کر بھی شاید صدیوں نہ کر سکیں۔ اور چالیس سے زائد کتب اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو ہمیشہ ان کی یاد دلاتی رہیں گی اور تاریخ کے اوراق ہمیشہ زندہ و جاوید رہیں گے۔